E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - B.A. Urdu

Paper : Urdu Adab (Nasar)

Module Name/Title : Anarkali

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE, MANUU / Dr. Firoz Alam
PRESENTATION	Dr. Firoz Alam
PRODUCER	Rafiq Ur Rahman

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی : 21 انار کلی کا ایک منظر (ڈراما) ۔امتیاز علی تاج

اکائی کے اجزاء

21.0 مقصد

21.1 تمہید

21.2 اُردو کے ممتاز ڈراما نگار ۔ امتیاز علی تاج کا تعارف

21.3 انار کلی کا قصہ

21.3.1 خود جانچنے کا سوال

21.4 ڈراما " انار کلی " کے آخری باب کا پس منظر

21.5 ڈراما ۔ انار کلی باب سوم ۔ منظر پنجم (متن)

21.6 عمومی جائزہ

21.6.1 خود جانچنے کا سوال

21.7 خلاصہ

21.8 خود جانچنے کے سوال اور جواب

21.9 اس اکائی کے اہم سوالات

21.10 فرہنگ

21.11 سفارش کردہ کتابیں

21.0 مقصد

اس اکائی کے پڑھنے کے بعد طلبہ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ :۔

☆ اُردو کے ممتاز ڈراما نگار ، امتیاز علی تاج کا تعارف کرائیں۔

☆ انار کلی کا پس منظر پیش کریں۔

☆ ڈرامے کا پس منظر پیش کریں اور

☆ مجموعی طور پر اس اکائی کا عمومی جائزہ لیں۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE MANUU IMC LIBRARY Hyderabad-34.

21.1 تمہید

پچھلی اکائی میں ڈراما کی تعریف کی گئی ، ڈرامے کے اجزائے ترکیبی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ڈراما اور اسٹیج ، ڈرامے کی اہم قسمیں اور اُردو میں ڈراما نگاری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اب اس اکائی میں اُردو کے ممتاز ڈراما نگار امتیاز علی تاج کا تعارف کرایا جائے گا۔ انار کلی کا قصہ اور ڈرامے کا پس منظر پیش کیا جائے گا اور عمومی جائزہ بھی لیا جائے گا۔

اس کے علاوہ اس اکائی کے تحت خود جانچنے کے سوال و جواب ، اہم سوالات اور فرہنگ (مشکل الفاظ و معانی) کی فہرست بھی شامل کی گئی ہے تاکہ طلبہ کو اس اکائی کے پڑھنے اور سمجھنے میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

21.2 اُردو کے ممتاز ڈراما نگار۔ امتیاز علی تاج کا تعارف

" انار کلی " اردو کے ممتاز ڈراما نگار امتیاز علی تاج کا شاہکار ڈراما ہے۔ سید امتیاز علی تاج ۱۳ / اکتوبر ۱۹۰۰ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی ایک بلند پایہ ادیب تھے۔ والدہ محمدی بیگم بھی پڑھی لکھی خاتون تھیں

سید امتیاز علی تاج کو بچپن ہی سے شعر و ادب سے لگاؤ رہا۔ ابتدا میں وہ اپنے والد کے رسالے " پھول " میں مضامین اور کہانیاں لکھنے لگے۔ پھر ایک ادبی مجلہ " کہکشاں " کے نام سے جاری کیا۔ ۱۹۲۰ء میں وہ عبدالمجید سالک کے اخبار " زمین دار " کی مجلس ادارت میں شامل ہوگئے۔ انہیں ڈراما نگاری سے خاص دلچسپی تھی۔ ۱۹۲۲ء میں انہوں نے ڈراما " انار کلی " لکھا جو اُردو کا بہترین ڈراما سمجھا جاتا ہے۔

۱۸ / اپریل ۱۹۷۰ء کی رات چند نقاب پوش ڈاکو اِن کے گھر میں گھس آئے اور انہیں قتل کر دیا۔

21.3 انار کلی کا قصہ

انار کلی کا قصہ ایک روایت پر مبنی ہے جس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔ لاہور میں ایک بازار کا نام انار کلی ہے۔ وہاں انار کلی کا مزار ہے۔ جہاں ایک فریم میں یہ قصہ تحریر کرکے لگایا گیا ہے کہ " انار کلی کا خطاب شہنشاہ اکبر کے حرم میں نادرہ بیگم یا شرف النساء بیگم ایک منظور نظر کنیز کو ملا تھا۔ ایک روز اکبر شیش محل میں بیٹھا تھا۔ نوجوان انار کلی اس کی خدمت میں مصروف تھی تو اکبر نے آئینوں میں دیکھ لیا کہ وہ سلیم کے اشاروں کا جواب تبسم سے دے رہی ہے۔ بیٹے سے مجرمانہ سازش کے شبہہ پر شہنشاہ نے اسے زندہ گاڑ دینے کا حکم دیا۔ چناں چہ حکم کی تعمیل میں اسے مقررہ مقام پر سیدھا کھڑا کرکے اس کے گرد دیوار چن دی گئی۔ سلیم کو اس کی موت کا بے حد صدمہ ہوا۔ تخت پر بیٹھنے کے بعد اس نے انار کلی کی قبر پر ایک نہایت عالی شان عمارت بنوائی۔ "

دلآرام شہنشاہ اکبر کی چہیتی کنیز تھی۔ اپنی بہن کے بیمار ہوجانے پر اس نے چند روز کی چھٹی لے لی۔ اسی دوران محل میں جشن منعقد ہوا۔ اس کی جگہ ایک دوسری کنیز نادرہ کو گانے کے لئے بلایا گیا۔ نادرہ کے گانے اور حاضر جوابی سے خوش ہوکر اکبر نے اپنا موتیوں کا ہار انعام میں بخشا اور انار کلی کے خطاب سے نوازا۔ دلآرام جب چھٹی سے واپس آئی تو دیکھا کہ انار کلی اس

کی جگہ لے چکی ہے۔ اب وہ اس فکر میں رہنے لگی کہ کس طرح انار کلی کو شہنشاہ کی نظروں سے گرا دے اور دوبارہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرے۔ جشن میں شہزادہ سلیم بھی موجود تھا۔ وہ انار کلی سے محبت کرنے لگتا ہے۔ انار کلی بھی شہزادے کے عشق میں گرفتار ہوجاتی ہے۔ حرم سرا کے پائیں باغ میں سلیم انار کلی سے ملاقات کرتا ہے۔ دلآرام بھی ٹوہ لیتے ہوئے وہاں پہنچ جاتی ہے، اور چھپ کر دونوں کی گفتگو سنتی ہے، پھر اچانک سامنے آجاتی ہے۔ راز کے فاش ہوجانے پر سلیم اور انار کلی دونوں خوف زدہ ہوجاتے ہیں۔ سلیم، دلآرام کو اپنے ایوان میں طلب کرتا ہے۔ دلآرام آتی ہے تو سلیم کا دوست بختیار دیوڑھی میں چھپ جاتا ہے۔ سلیم دلآرام سے کہتا ہے کہ وہ انار کلی سے اس کی ملاقات کا کسی سے ذکر نہ کرے۔ وہ راز داری کی منہ مانگی قیمت دے گا اس کے جواب میں دلآرام شہزادے سے اظہار محبت کرتی ہے اور اس کے التفات کی طلب گار ہوتی ہے۔ اس کی باتیں سن کر سلیم برہم ہوتا ہے اور دھمکاتا ہے کہ جو الزام دلآرام نے انار کلی پر لگایا ہے وہ خود دلآرام پر بھی عائد ہوتا ہے۔ دلآرام کہتی ہے کہ اس کا کوئی گواہ نہیں ہے۔ اسی وقت بختیار سامنے آتا ہے اور کہتا ہے کہ سلیم گواہ حاصل کرچکا ہے۔ دلآرام سلیم کے قدموں پر گرکر گڑگڑاتی ہے۔ پھر انار کلی سے مل کر معافی مانگتی ہے۔ کچھ دنوں بعد قلعہ لاہور کے شیش محل میں جشن نو روز کی تیاریاں ہوتی ہیں۔ انار کلی کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے جشن کا انتظام دلآرام کے سپرد کیا جاتا ہے۔ دلآرام انار کلی کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے ایک گہری چال چلتی ہے۔ جشن میں شہزادے کی نشست اکبر کی نشست سے دور رکھتی ہے اس بہانے سے کہ وہ علیل ہیں جب چاہیں باہر آسکیں۔ انار کلی کا رقص ہوتا ہے اس کے بعد سلیم اکبر کی اجازت سے غزل گانے کی فرمائش کرتا ہے۔ انار کلی پانی مانگتی ہے تو پہلے ہی سے سوچی ہوئی سازش کے تحت اسے شراب پلا دی جاتی ہے شراب کے نشے میں غزل گاتے ہوئے انار کلی بار بار شہزادے کی طرف اشارے کرتی ہے۔ سلیم پریشان ہوجاتا ہے اور اسے ہاتھ کے اشارے سے منع کرتا ہے دلآرام اکبر کو مقابل کے آئینے میں ان دونوں کی اشارہ بازیوں کا منظر دکھاتی ہے۔ اکبر برافروختہ ہوکر انار کلی کو زنداں میں قید کردینے کا حکم دیتا ہے۔ سلیم داروغہ زنداں کو خطیر رقم دینے کا وعدہ کرکے انار کلی سے ملاقات کرتا ہے اور اسے زنداں سے لے بھاگنا چاہتا ہے۔ داروغہ زنداں سلیم کے ارادے کو تاڑ چکا تھا۔ وہ اچانک سامنے آکر کہتا ہے کہ ظلِ الٰہی ادھر آرہے ہیں۔ آپ اوپر حجرے میں چھپ جائیے۔ ظلِ الٰہی کے جانے کے بعد میں دروازہ کھلا چھوڑ کر ان کے ساتھ چلا جاوں گا۔ آپ انار کلی کو اٹھالے جائیے۔ ظلِ الٰہی اسے میری بھول کا نتیجہ سمجھیں گے۔ میرا قصور تھوڑی سی سزا پر ٹل جائے گا۔ سلیم اس کے دھوکے میں آجاتا ہے۔ داروغہ سلیم کو حجرے میں بند کرکے شہنشاہ کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ شہزادے نے بزور شمشیر اس سے زنداں کی کنجیاں چھین لیں وہ انار کلی کو بھگالے جانا چاہتے تھے۔ جب وہ اندر چلے گئے تو میں دوڑتا ہوا وہاں پہنچا اور کہا کہ ظلِ الٰہی تشریف لارہے ہیں یہ وعدہ کیا کہ ظلِ الٰہی کے لوٹنے کے بعد انار کلی کو لے جانے میں مدد دوں گا۔ اس بہانے سے میں نے انھیں ایک حجرے میں بند کردیا۔ داروغہ اور دلآرام شہنشاہ کو یہ باور کراتے ہیں کہ شہزادہ سلیم کو انار کلی نے یہ ترغیب دی کہ وہ بغاوت کریں۔ اکبر کو ان کی باتوں کا یقین ہوجاتا ہے۔ وہ انار کلی کو زندہ دیوار میں چنوا دینے کا حکم دیتا ہے۔ سلیم کو اکبر کے حکم سے اس کے محل میں نظر بند کردیتے ہیں۔ انار کلی کے مرنے کے بعد جب اکبر کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ دلآرام کی سازش تھی تو وہ نہایت نادم ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ دلآرام سے انتقام لیا جائے گا۔ رانی اپنے بیٹے کو لپٹا کر دلاسا دیتی ہے اور کہتی ہے "میرے لال وہ زندہ رہے گی۔ وقت کی گود میں، زمانے کے آغوش میں۔ یہ لاہور اس کا نام زندہ رکھے گا۔ دنیا اس کی داستاں سلامت رکھے گی۔ اور تو بھی میں بھی اور دور دراز کی نسلیں بھی اس پر آنسو بہائیں گی۔

21.3.1 خود جانچنے کا سوال

ذیل کے سوال کا جواب تیس (۳۰) سطروں میں لکھیے۔

سوال (ا) ڈراما " انار کلی " کا قصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

نوٹ: ۔ اس کا جواب صفحہ 251 پر دیکھیں

21.4 ڈراما انار کلی کے آخری باب کا پس منظر

یہ ڈراما انار کلی کے آخری باب کا آخری منظر ہے۔ شہزادہ سلیم کو داروغہ نے اپنے حجرے میں لے جاکر ایک شربت پلایا جس کے اثر سے وہ بے ہوش ہوگیا۔ داروغہ زنداں شہنشاہ اکبر کے حضور میں پہنچ کر بتاتا ہے کہ کس طرح انار کلی نے شہزادے کو بغاوت پر اکسایا اور کس طرح وہ شہزادے کو دھوکے سے حجرے میں بند کر کے شہنشاہ کو خبر دینے کے لیے آیا ہے۔ انار کلی کو شہنشاہ کے حکم سے دیوار میں چن دیا جاتا ہے۔

ڈراما دلآرام کی سازش کے انکشاف کے ساتھ انجام کو پہنچتا ہے۔ اکبر اپنے کئے پر پشیمان ہوتا ہے لیکن اس کی پشیمانی بعد از وقت ہے۔ سازش کا انکشاف اگر پہلے ہوجاتا تو انار کلی کا المیہ واقع نہ ہوتا۔ اب یہ خود اکبر اعظم کا المیہ بن گیا۔

یہ ڈرامے کا سب سے زیادہ جذباتی منظر ہے۔ ہر کردار، غم و اندوہ میں گرفتار ہے۔ کرداروں کے حقیقی اور فطری جذبات کو ان کے مکالموں کے ذریعے بڑے موثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

21.5 ڈراما انار کلی۔ باب سوم۔ موت۔ منظر پنجم (متن)

سلیم کا مثمن برج والا ایوان

باہر نیلے آسمان اور مسجد کے گنبد اور میناروں پر دھوپ کہہ رہی ہے کہ دن چڑھ چکا۔ اندر سلیم تخت پر بے ہوشی کی حالت میں یوں پڑا ہے گویا کہیں سے لاکر لٹایا گیا ہے۔ ذرا سی دیر بعد حرم کی طرف کے دروازے کے پردے ہلتے ہیں اور دلآرام سر نکال کر اندر جھانکتی ہے۔ جب اطمینان ہوجاتا ہے کہ سلیم غافل ہے تو وہ دبے پاؤں اندر آتی اور آہستہ آہستہ پنجوں کے بل چلتی ہوئی سلیم کے قریب پہنچ کر تھم جاتی ہے۔

دلآرام : (کچھ دیر خاموشی سے سلیم کو تکتی رہتی ہے) تو غافل سورہا ہے۔ اور موت کا منہ تیری انار کلی پر بند ہوچکا ہے۔ تیری زندہ انار کلی کے گرد اینٹیں اور پتھر چنے گئے اور اس کا حُسن خاک میں غروب ہوگیا۔ لیکن میرا کیا قصور! یہ تو ستاروں کے کھیل ہیں۔ کون ان کی پراسرار چال کو سمجھ سکتا ہے اور کون جانتا ہے جب وہ ٹکراتے ہیں تو کیا ہوتا ہے (سلیم پھر کروٹ بدلتا ہے۔ دلآرام پھر حرم کے دروازے کی طرف بڑھتی ہے اور دروازے کے پردے کے پیچھے چھپ جاتی ہے)

سلیم : (آنکھیں کھول دیتا اور ذرا دیر چپ پڑا ساکن نظروں سے چھت کو تکتا رہتا ہے۔ پھر اٹھ کر بیٹھ جاتا اور دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیتا ہے۔ کچھ دیر بعد چونک کر حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتاہے) یہ کیا ہے! (آنکھوں پر ہاتھ پھیرتا ہے) کیا ہوگیا ہے! (کھڑا ہوتا ہے مگر لڑکھڑا کر پھر بیٹھ جاتا ہے) میرا اپنا ایوان: ...... میں انار کلی کے پاس تھا۔ اس کا سانس میری پیشانی پر اب تک تازہ ہے (سوچنے لگتا ہے) ہاں داروغہ آیا تھا اور ظل الٰہی ...... داروغہ مجھے اپنے حجرے میں لے گیا، اس نے مجھے تازہ دم کرنے کے لئے ایک شربت دیا اور پھر؟ ...... کچھ نہیں ...... اور پھر؟ ...... کچھ نہیں۔ اب

میں یہاں ہوں ۔ یہ کیا اسرار ؟ کیسے ہوا ؟ (سوچتا سوچتا یک لخت چونک پڑتا ہے) خداوند ! یہ تمام منصوبہ تھا ؟ کاش نہ ہو ۔ کاش نہ ہو ۔ نہیں تو کیا نہ ہوچکا ہوگا ! میری انار کلی ! میری اپنی انار کلی مجھے ابھی معلوم ہونا چاہیے ۔ میری تلوار! (پہلو میں دیکھتا ہے ۔ تلوار نہیں) باہر جانے کے لیے دروازے کی طرف بھاگتا ہے (دروازے میں ایک سپاہی تلوار لئے ہوئے نکل آتا ہے اور جھک کر تعظیم بجا لاتا ہے)

(سلیم اسے حیرت کے عالم میں تکتا ہوا پیچھے ہٹتا ہے) کیا ؟

سپاہی : صاحب عالم اس ایوان سے باہر نہیں جاسکتے ۔

سلیم : کیوں ؟

سپاہی : ظلّ الٰہی کا فرمان ہے ۔

سلیم : ظلّ الٰہی کا فرمان کس لئے ؟

سپاہی : صرف ظلّ الٰہی جانتے ہیں ۔

سلیم : میں قید ہوں ؟

سپاہی : صاحب عالم کی راحت کے تمام سامان مہیا کئے جاسکتے ہیں ۔

سلیم : اور میں باہر نہیں نکل سکتا ؟

سپاہی : ہم مجبور ہیں ۔

سلیم : (جلال کے عالم میں) میں جاؤں گا

سپاہی : (سکون سے) کوشش بے سود ہے ۔ ہر طرف مسلح سپاہی ہیں ۔ آگے دروازے مقفل ہیں اور دروازوں کے باہر پھر مسلح سپاہی ہیں ۔

سلیم : (بے بسی کے احساس سے غضب ناک ہوکر) میں تم کو مار ڈالوں گا ۔

سپاہی : (اسی سکون سے) لیکن دروازے بہت مضبوط اور باہر سے مقفل ہیں ۔

سلیم : (کچھ دیر سوچتا رہتا ہے اور پھر شدت غم سے آنکھیں بند کرلیتا ہے) آہ ! میں اسیر ہوں ، بے بس ہوں ۔ خداوند! (مسند پر گر پڑتا ہے) میں دم توڑ دوں گا ۔ زندہ نہ بچوں گا ۔ موت ہے تو پھر یوں ہی ہو ۔ میں حرم میں گھس جاؤں گا ۔ ظلّ الٰہی کے روبرو اور خدا ہی جانتا ہے پھر کیا ہوگا ۔ (حرم میں جانے کے لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھتا ہے لیکن دو ہی سیڑھیاں چڑھنے پاتا ہے کہ ڈیوڑھی کی طرف کا پردہ کھلتا ہے) بختیار داخل ہوتا ہے چہرہ پر فکر و تردد ہے ۔

بختیار : سلیم !

سلیم : آہ تم بختیار ! تم آگئے ؟ (لپک کر اس کے قریب جاتا اور اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام لیتا ہے) میرے دوست ۔ میرے مخلص ۔ میری امید مجھے بتاؤ ۔ نہیں جانتا کیا کیا پوچھوں ۔ سب کچھ بتاؤ ۔ نہیں پہلے بتاؤ ، وہ زندہ ہے ؟

بختیار : (نظریں جھکاکر) میں کچھ نہیں جانتا ۔

سلیم : یہ کیسے ہوسکتا ہے ! میں جانتا ہوں ۔ تم مجھے چاہتے ہو تمہارا دوست قید ہے لیکن تم پھر بھی اس سے نفرت نہیں کرسکتے ۔ مجھے انار کلی کی خبر سناؤ ۔

بختیار : (منہ موڑتے ہوئے) میں اس کی کوئی خبر حاصل نہ کرسکا۔

سلیم : اس کی خبر حاصل نہیں کرسکے ؟ تم بختیار نہیں رہے ؟ میرے دوست نہیں رہے ؟ میں سلیم نہیں رہا ؟ اب تقدیر نے منہ موڑ لیا اسے سلیم سے، ایک ذلیل قیدی سے کوئی سروکار نہیں رہا۔

بختیار : (اس کے پیچھے پیچھے اشک آلود آنکھوں کے ساتھ سیڑھیوں سے اترتے اترتے) جان سے عزیز دوست یہ نہ کہو۔ میرا دل ٹوٹ جائے گا۔

بختیار : کچھ نہ پوچھو۔ للہ مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ (آنسو چھپانے کو منہ دوسری طرف کرلیتا ہے)

سلیم : (آنسو دیکھ لیتا ہے) آنسو۔ خداوند ! (لپک کر اس کے قریب آتا اور شانوں سے پکڑ کر اس کا منہ اپنی طرف کرتا ہے ، بختیار کچھ کہو۔ بدترین خبر بتاؤ مگر کچھ کہو۔

بختیار : بھرائی ہوئی آواز میں سب کچھ ہوچکا۔ میرے شہزادے سب کچھ ہوچکا۔ بتانے کو کچھ باقی نہیں رہا۔

سلیم : (بختیار سے آنکھیں ملانے کی کوشش کرتے ہوئے) کچھ باقی نہیں رہا ؟ تم نے کیا کہا ؟ کچھ باقی نہیں رہا ؟

بختیار : امیدیں۔ آرزوئیں۔ امنگیں۔ حوصلے۔ سب مٹ گئے (سلیم کو دیکھ کر) سلیم ! تمہارا سب کچھ فنا ہوگیا۔ میرے شہزادے ! میرے بادشاہ ! میری روح ہوش میں آؤ...... مرد بنو ! دیکھو میں کیا کہتا ہوں۔ آنکھیں تو کھولو...... (سلیم کو ہلاکر) "آؤ !ہم انار کلی کی باتیں کریں، سن رہے ہو ؟ جواب دو سلیم !" ...... سلیم ! (پریشان نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتا ہے گویا کسی کو امداد کے لیے پکارنا چاہتا ہے)

سلیم : (اسی طرح پڑے پڑے ہلکے سے) انار کلی ! بختیار ،انار کلی !)

بختیار : دیکھو وہ تمہیں دیکھ رہی ہے۔

سلیم : کہاں ؟

بختیار : تم اسے نہیں دیکھ سکتے۔ مگر تمہاری بے قراری اس کی روح کو بے چین کررہی ہے۔ تم اس ناشاد کو مرکر بھی اطمینان حاصل نہیں کرنے دیتے۔ تم ہوش سنبھالو۔ وہ ہنستی ہوئی فردوس میں حوروں کے پاس چلی جائے گی۔

سلیم : (کچھ دیر بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے۔ آخر نقاہت سے) " مجھے بٹھا دو" !

(بختیار بے حس و حرکت بیٹھا اندیشہ ناک نظروں سے سلیم کو دیکھتا رہتا ہے)

نہیں نہیں میں نہیں بیٹھوں گا۔

بختیار : کیوں میرے شہزادے ؟

سلیم : مجھے تم سے کچھ کام ہے۔

بختیار : (سلیم پر نظریں گاڑے ہوئے) کیا ؟

سلیم : بختیار ! تم مجھے چاہتے ہو ؟

بختیار : سلیم۔ تم اس میں شبہ بھی کرسکتے ہو ؟

سلیم : ایک کام کردو۔

بختیار : کیا چاہتے ہو ؟

سلیم : ایک خنجر لادو۔

بختیار : (اُٹھ کر سلیم کے سامنے آبیٹھتا ہے) تم کیا سوچ رہے ہو ؟

سلیم : کچھ نہیں۔ مجھے انار کلی کے پاس پہنچنا ہے۔

بختیار : (چہرے پر دکھ لکھا ہے) سلیم خدا کے لیے ......

سلیم : یہ مقررہ ہے

بختیار : رسول کے لیے ......

سلیم : (غصہ سے) خنجر لاؤ یا دور ہوجاؤ۔

بختیار : سلیم کے غصے سے ڈر کر کھڑا ہوجاتا ہے) سلیم

سلیم : کچھ نہیں۔ یہاں سے نکل جاؤ اٹھو دور ہو۔ اسی وقت اسی لمحے۔ اسی گھڑی۔ میں تنہائی چاہتا ہوں (بختیار کو نکالنے کے لیے اس کی طرف بڑھتا ہے)

(حرم کے دروازے سے ثریا داخل ہوتی اور سامنے چبوترے پر چپ چاپ کھڑی ہوجاتی ہے)

سلیم : (سلیم ثریا کو دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے) ثریا ...... ننھی ! تو رو نہیں ...... وہ زندہ ہے ؟ ...... (سلیم ثریا کی طرف بڑھتا ہے)

ثریا : (وہیں کھڑے کھڑے ہاتھ اٹھاکر) میرے قریب نہ آ

سلیم : (حیرت میں) کیا ؟

ثریا : دور کھڑا رہ۔

سلیم : ثریا !

ثریا : تیمور کی نامراد اولاد ! ہندوستان کے بزدل ولی عہد ! میری بہن کی جان لے کر تو ابھی زندہ موجود ہے۔ پھول کو کھا جانے والے کیڑے۔ تو نے اس کی جان کو اپنی جان کہا تھا جھوٹے۔ تو نے اس کو بچا لینے کا وعدہ کیا تھا بے حیا۔ اس کوشش میں تو نے اپنی جان تک دے دینے کو کہا تھا۔ اور سب قول یوں پورے ہوئے ؟ جوان انار کلی کے۔ انار کلی کی بڑھیا ماں کے ناپاک قاتل۔ تجھ پر بے کس کا صبر ٹوٹے۔ تجھ کو مظلوم کی آہیں پھونکیں۔ تجھ کو بے بس کے آنسو غرق کریں۔

بختیار : لڑکی خاموش۔ خاموش ......

سلیم : (سر جھکاکر) ثریا دنیا کی کوئی لعنت کوئی بددعا باقی نہ چھوڑ !۔ اور جب تیرا دل بھر جائے تو صرف اتنا کر کہ مجھے اپنی انار کلی کے راستے پر لگادے۔ میری ثریا۔ میرے راستہ کھوگیا۔ ننھی تیری انار کلی کا سلیم رستے پر پڑچکا تھا۔ مگر لٹ گیا۔ بے بس کردیا گیا۔

ثریا : ظالم اکبر کے دروغ گو بیٹے۔ تجھے راستہ نہیں ملتا۔ میری جیتی جاگتی بہن کے گرد دیوار چن ڈالی گئی۔ وہ ناشاد زندہ گاڑ دی گئی۔ اس کی سلیم سلیم کی آخری چیخیں آسمان میں شگاف کرتی رہیں۔ وہ گڑتی چلی گئی اور تجھ سلیم کے سوا اس کے منھ

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * IMC LIBRARY Hyderabad-32.

سے کسی کا نام نہ نکل سکا۔ اس کی پھٹی ہوئی آنکھیں اینٹوں میں چھپ جانے سے پہلے صرف تجھ کو تیری نحس صورت کو ڈھونڈتی رہیں اور تو یہاں پردوں میں گدیلوں پر جان کو لئے بیٹھا ہے!

سلیم : (آنکھیں پھٹی پڑ رہی ہیں) زندہ دیوار میں۔ پناہ! تیری پناہ! میرے گردکس جہنم کا منہ کھل گیا۔ میری آنکھوں کے سامنے چڑیل تو نے کس ہیبت کا نقشہ کھینچ دیا۔

ثریا : وہ تھرتھرائی ہوئی نازنین، پتھروں میں ہمیشہ کے لیے ساکت ہوگئی۔ اس کا دھڑکتا ہوا دل، دوڑتا ہوا لہو، دیوار میں غرق ہونے کے بعد تھم گیا اور تجھے اس کا راستہ نہ ملا۔ موت نہ آئی؟

سلیم : (پاگلوں کی طرح کبھی اپنے آپ سے کبھی بختیار سے) دیوار بند ہوگئی۔ اس پر دیوار بند ہوگئی۔ وہ پتھر میں ڈوب گئی۔ ہمیشہ کے لیے ڈوب گئی۔ میرا دم گھٹا۔ دم گھٹا۔ پتھروں میں رکا ہوا سانس بند نظریں

بختیار : (سلیم کو آغوش میں لے کر) سلیم! سلیم! تمہیں کیا ہوگیا؟ نامراد لڑکی! تو نے کیا کردیا؟

ثریا : خوشامدی کتے۔ میری بہن کی روح دوسرے جہاں میں اس کے لیے بیتاب ہے۔ میں اسے یوں ہی چھوڑدوں گی میں اس کے لیے زندگی کو موت سے بدتر بنادوں گی۔ میں اسے خود کھینچ کر موت کے منہ میں لے جاؤں گی۔

(سلیم بختیار کے آغوش سے یک لخت الگ ہو کر دیوانہ وار دروازے کی طرف بڑھتا ہے)

بختیار : (اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے) سلیم کہاں جارہے ہو؟

سلیم : میں اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ اس محل کو۔ اس قلعے کو کھنڈر بنادوں گا۔ پتھروں کو اگلنا ہوگا۔ میری انار کلی کا جو کچھ باقی ہے وہ اگلنا ہوگا۔ میرا آغوش اپنی جان اس کے جسم میں ڈالے گا۔ ورنہ ایک ہی کھنڈر پر دونوں چمٹ کر تمام ہوں گے۔

بختیار : راہ بند ہے

سلیم : (مڑکر دروازے کی طرف بڑھتا ہے) راہ بند ہے تو میری ٹکریں راہ بنائیں گے (پردہ دیوار پر سے نوچ ڈالتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ تو پیچھے دلآرام سہمی ہوئی کھڑی اس کے جنون کو دیکھ کر کانپ رہی ہے۔ سلیم پاگلوں کی طرح اسے تکتا رہتا ہے) انار کلی! تو دیواروں ہی دیواروں میں سے میرے پہلو میں آپہنچی۔

دلآرام : (خوف کے مارے گلا خشک ہے) صاحب عالم!

ثریا : اندھے! یہ انار کلی ہے یا وہ سموم ہے جس نے انار کلی کو پھونک ڈالا!

دلآرام : انار کلی کی قاتل تیرے سامنے کھڑی ہے۔ اس نے انار کلی کو گرفتار کرایا۔ جشن کی رات یہ اکبر کے حضور میں موجود تھی۔ اس نے قتل کا حکم دلوایا۔ کل کی رات یہ اکبر کی خواب گاہ میں گئی تھی۔ انار کلی کا سانس بند ہے اور یہ سانس لے رہی ہے۔ انار کلی کے جسم سے زندگی کی آخری رمق مٹ چکی اور اس کے جسم میں لہو جاگ رہا ہے مار! مار! میرا کلیجہ ٹھنڈا کر۔ انار کلی کی روح کی جلن کو مٹا۔

دلآرام : (تھرتھر کانپتے ہوئے) میں نے موت کی سزا نہیں دلوائی ہے۔ داروغہ زنداں نے دلوائی ہے۔ میں بے قصور ہوں۔ میں بے قصور ہوں۔

سلیم : (لپک کر اس کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیتا ہے اور دبانا شروع کرتا ہے) آخر کار یہ انار کلی کو گھونٹ ڈالنے والے والا پتھر تو مجنون سلیم کے ہاتھ آگیا۔ اب اس کے ہاتھ تیرے خون کی ایک ایک بوند سے انار کلی کا انتقام لیں گے۔

بختیار : (سلیم کو الگ کرنے کی کوشش کرتا ہے) دیوانے ہوگئے ہو۔ میرے سلیم! میرے شہزادے (دلآرام پر سلیم کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ ظلّ الٰہی! ظلّ الٰہی! (گھبرا کر اکبر کو اطلاع دینے جاتا ہے)

سلیم : (گرفت ڈھیلی کردیتا ہے) ان آنکھوں کی چمک کہاں گئی؟ ان گالوں کی سرخی اور تازگی کیا ہوئی؟ (ایک خشک اور بے رس قہقہہ لگاکر دلآرام کو نیچے پٹخ دیتا ہے۔ خود مسند پر بیٹھ کر ہانپنے لگتا ہے۔ ثریا چبوترے پر آنکھیں بند کئے چپ چاپ کھڑی ہے)

(اکبر باہر کے دروازے سے گھبرایا ہوا داخل ہوتا ہے اور جلدی جلدی سیڑھیاں اتر کر سلیم کے قریب آتا ہے)

اکبر : شیخو یہ کیا ہے؟ تمھیں کیا ہوگیا ہے؟

سلیم : (کچھ دیر چپ چاپ اکبر کو تکتا رہتا ہے) تم کون ہو؟

اکبر : (فکر مند نظروں سے) شیخو اپنے باپ کو پہچانو!

سلیم : (سر ہلاکر منھ موڑ لیتا ہے) شیخو کا کوئی باپ نہیں۔ وہ مرچکا۔ تم ہندوستان کے شہنشاہ ہو۔ جہاں بانی کے باپ۔ دولت کے باپ تم قاتل ہو۔ انار کلی کے قاتل۔ تمہاری پیشانی پر خون کی مہریں ہیں۔ تمہاری آنکھوں میں جہنم کے شعلے ہیں۔ تمہارے سانس میں نعش کی بو ہے۔

اکبر : (ایک رنگ چہرے پر آتا ہے ایک جاتا ہے) شیخو! میرے بچے ہوش میں آؤ۔

سلیم : شیخو تمہارا بچہ نہیں دیکھو تمہاری بیٹی وہ پڑی ہے (دلآرام کی طرف اشارہ کرتا ہے) جاؤ اس سے لپٹو اور اس پر آنسو بہاؤ

اکبر : دلآرام!

سلیم : ہاں تمہارے قید خانے کی کلید۔ تمہارا خون کا فرمان۔ تمہارا کچل ڈالنے والا پتھر

اکبر : (آنکھیں بند کرکے) خداوند! یہ دن بھی دیکھنا تھا۔

سلیم : اس کی سرد نعش میں روح یہ کہنے کو رکی ہوئی ہے کہ میں نے سلیم کو چاہا اور اس نے انکار کیا۔اس نے انار کلی کو چاہا اور میں نے انتقام لینے کے لیے انار کلی کو برباد کیا۔ جاؤ اس سے یہ سنو اور کلیجہ ٹھنڈا کرو اور پھر اپنے فرزند داروغہ زنداں کو بلاؤ۔ اس پیسے کے کمینے غلام کو جس نے دولت پر انار کلی بیچنا چاہا۔ اور تمہارے ہاتھ اس لیے بیچ ڈالا کہ تم زیادہ امیر تھے۔

اکبر : (کھوئی ہوئی نظروں سے سامنے تکتے ہوئے) شیخو۔ یہ سچ ہے؟ ...... (غضبناک ہوکر) اس سے انتقام لیا جائے گا۔

ثریا : اس سے؟ اور شہنشاہ تم سے نہیں؟ تم بچ جاؤ گے؟ آسمان نہ ٹوٹے، بجلیاں نہ گریں۔ زلزلے نہ اٹھیں۔ لیکن یہ چنگاری جسے دوزخ کی ہوائیں سُرخ کررہی ہیں۔ تم کو، تمہارے محلوں کو، تمہاری سلطنت کو، سب کو پھونک کر راکھ بنادے گی۔

(غصے میں سیڑھیاں اتر کر اکبر کی طرف بڑھتی ہے۔ مگر پاس پہنچنے کے بعد جب اکبر اس پر نظر ڈالتا ہے تو سہم جاتی اور "آہ" کہہ کر بے ہوش ہوجاتی ہے)

اکبر : (سلیم کی طرف بڑھتا اور اس کے کندھے پرہاتھ رکھ دیتا ہے۔ سلیم سکڑا ہوا، آنکھیں بند کئے چپ چاپ بیٹھا ہے) سلیم! تم ہوش میں آگئے؟ تم سن سکتے ہو؟ سمجھ سکتے ہو؟

سلیم : (ہلکی آواز میں) مجھے کچھ نگل رہا ہے ۔ مجھ کچھ گھونٹ رہا ہے ۔ ویرانوں میں سے چیخیں آرہی ہیں ۔ دیواروں میں سرگوشیاں ہیں ۔ ہوا میں کچھ لرز رہا ہے (یک لخت کانپ اٹھتا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھتا ہے) کیا ہے ؟ میں کہاں ہوں ؟ (...... اکبر کو دیکھ کر) تم کون ہو ؟ ظلِّ الٰہی (اُٹھ کر دو زانو ہوجاتا ہے) تم شہنشاہ ہو ۔ سخی ہو ۔ رحیم ہو ۔ مجھے ایک خنجر لادو ۔ میں اس سب کے بعد بھی تم کو باپ کہوں گا ۔ تمہارے قدموں میں سر رکھ دوں گا ۔ تمہارے ہاتھ چوم لوں گا ۔ مجھے للہ ایک خنجر لادو ۔

اکبر : (آنکھوں میں آنسو اُمڈ آتے ہیں) خداوند ! کیا معلوم تھا ۔ یوں ہوگا ۔ شیخو ! میرے مظلوم بچے! میرے مجنوں بچے ۔ اپنے باپ کے سینے سے چمٹ جا ۔ اگر ظالم باپ سے دنیا میں ایک راحت بھی پہنچی ہے تیرے سر پر اس کا ایک احسان بھی باقی ہے تو میرے بچے اس وقت میرے سینے سے چمٹ جا ،میں شعلوں میں بھن رہا ہوں ۔ میرے سینے سے چمٹ جا ۔ اور تو بھی آنسو بہا اور میں بھی آنسو بہاؤں گا ۔

(اکبر ہاتھ پھیلاتا ہے ۔ سلیم کھڑا ہوجاتا ہے اور ذرا دیر باپ کو دیکھتا رہتا ہے)

مان جاؤ شیخو ۔ مان جاؤ ۔

(سلیم منہ موڑ لیتا ہے اور ہاتھ پیشانی پر رکھ کر خاموش مسند پر بیٹھ جاتا ہے ۔ اکبر کے ہاتھ مایوسی سے گر پڑتے ہیں)

مجھے چھو مت ۔ ایک دفعہ باپ کہہ دے ۔ صرف ابا کہہ کر پکارلے ۔ (آنسو اور زیادہ اُمڈ آتے ہیں) میں تجھے خنجر تک لادوں گا ۔ ہاں خنجر تک لادوں گا ۔ مگر بیٹا یہ بدنصیب باپ جسے سب شہنشاہ کہتے ہیں ۔ اپنا سینہ ننگا کردے گا ۔ خنجر اسکے سینے میں بھونک دینا ۔ پھر تو دیکھے گا اور دنیا بھی دیکھے گی کہ اکبر باہر سے کیا ہے اور اندر سے کیا ہے ۔ اکبر کا قہر اکبر کا ستم اور اکبر کا ظلم کیوں ہے ؟ اس کے خون میں بادشاہ کا ایک قطرہ نہیں ۔ ایک بوند نہیں ۔ وہ سب کا سب شیخو کا باپ ہے ۔ صرف باپ ، وہ بادشاہ ہے تو تیرے لئے ۔ وہ مزدور ہے تو تیرے لیے ۔ وہ قاہر و جابر ہے تو تیرے لیے وہ تیرا غلام ہے اور میرے جگر گوشے غلاموں سے غلطیاں بھی ہوجاتی ہیں (اکبر سسکیاں بھرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے اور ضبط کی کوشش کرتا ہے ۔)

(رانی گھبرائی ہوئی حرم کے دروازے سے داخل ہوتی ہے ۔ جلدی جلدی سیڑھیاں اتر کر اندر آتی اور مسند پر بیٹھ کر سلیم کو آغوش میں لے لیتی ہے ۔ سلیم سامنے ہوا میں بے معنی نظروں سے تک رہا ہے)

رانی : میرا سلیم ، میرا سلیم ۔ لٹا ہوا بچہ ۔ زخمی جگر کا ٹکڑا ۔ میرا نامراد شہزادہ ...... (آگے جھک کر) کہاں دیکھ رہا ہے ۔ چاند ہوا میں کیا ہے ؟

سلیم : (آہستہ سے) وہ راستہ تک رہی ہے ۔ وہاں راستہ تک رہی ہے ۔ اس کے فق چہرے پر فریاد ہے ، دھندلی آنکھوں میں انتظار ہے ۔ نیلے ہونٹ پر سلیم ہے ۔ (بیتاب ہوکر) مجھے وہاں بھیج دو ، میری کوئی ماں ہے تو بھیج دے ۔ میرا کوئی باپ ہے تو بھیج دے ۔ اس محل میں کوئی انسان ہے تو بھیج دے بدنصیب روح کا معصوم انار کلی کا صبر نہ لو ۔ اجڑ جاؤ گے ۔ اس محل میں وہ ناشاد روح سائیں سائیں کرے گی ۔ دیواروں میں پناہ نہ ہوگی ۔ قبر میں پناہ نہ ہوگی ۔ آسمان تک میں پناہ نہ ہوگی ۔

رانی : (آنچل سے آنسو پونچھتے ہوئے) دیکھا مہابلی ۔ دیکھ لیا ۔ تمہارے سینے میں ٹھنڈک پڑگئی ، جاؤ اپنے تخت پر جاؤ ۔ حکومت کرو ۔ فتح پاؤ ۔ اولاد کو برباد کرلیا ۔ ماؤں کو خون رلا دیا ۔ اور کیا چاہتے ہو ؟

(اکبر آنسو پونچھتا ہوا بھاری قدموں سے سیڑھیوں کی طرف جاتا ہے)

سلیم : (ماں سے لپٹ کر روتے ہوئے) اماں ۔ انار کلی ! انار کلی ۔ انار کلی

رانی : (سلیم کو لپٹاکر اور اپنا رخسار اس کے سر پر رکھ کر) میرے لال وہ زندہ رہے گی ۔ وقت کی گود میں ، زمانے کی آغوش میں ۔ یہ لاہور کا نام زندہ رکھے گا ۔ دنیا اس کی داستان سلامت رکھے گی ۔ اور تو بھی ،میں بھی اور دور دراز کی نسلیں بھی ،اس پر آنسو بہائیں گی ۔ سن رہا ہے ۔ چاند !

(سلیم ماں کے سینے سے سرلگائے رو رہا ہے ۔ ماں اس کے سر پر شفقت مادری کا سکوں ریز ہاتھ پھیر رہی ہے اکبر دل شکستہ اور آنسو بہاتا ہوا یوں سیڑھیاں چڑھ رہا ہے گویا اس کے اوپر نامرادی اور غم نصیبی کا ویرانہ ہے اور اس نے اپنے لیے اسی کو پسند کرلیا ہے۔

21.6 عمومی جائزہ

" انار کلی " سے قبل اُردو ڈرامے میں صرف دو اسلوب مروج تھے

(ا) اندر سبھائی

(۲) آغا حشر کے نام سے پہچانے جانے والے پارسی تھیٹر کا اسلوب۔

ان دونوں اسالیب میں واقعات ، فضا اور مکالموں کو ایک خاص نوعیت اور حیثیت حاصل تھی ۔ لیکن " انار کلی " نے ایک نئے اسلوب کی بنیاد رکھی ۔ امتیاز علی تاج نے ڈرامے کا رشتہ اسٹیج سے توڑ کر پڑھنے والے ادب سے جوڑنے کی شعوری کوشش کی تھی ۔ اور وہ اس کوشش میں توازن پیدا کرنے میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے ۔ اسی لیے " انار کلی "کو اُردو کے شاہکار ڈراموں میں شمار کیا جاتا ہے ۔

یہ ڈراما انہوں نے ۱۹۲۲ء میں لکھا جو ۱۹۳۱ء میں چھپا ۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی خاموش فلم کی شروعات ہوئی تھی اور ریڈیو کا چلن عام ہوا تھا ۔ ادب میں اس وقت رومانیت کی فضا چھائی ہوئی تھی ۔ ادب لطیف کی تحریک زوروں پر تھی ۔ سجاد حیدر یلدرم کے رومانی افسانے ، نیاز فتح پوری کی نثر ، اقبال کی شاعری ، اس کے علاوہ پریم چند کے افسانوں میں دیہی زندگی کی بکھری حقیقتوں کی عکاسی ہمیں نظر آتی ہے ۔ اسی دور میں " انار کلی " رومانیت اور ازلی جبلتوں کے ٹکراؤ کی شکل میں ہمارے سامنے ابھرتی ہے ۔

" انار کلی " المیہ ڈراما ہے ۔ اس میں دو کرداروں کی شکست ہوئی ہے اور یہ کردار ہیں انار کلی اور اکبر اعظم ۔

کنیز " انار کلی " اس المیہ کی قیمت اپنی جان سے چکاتی ہے ۔ اس کی محبت محض خواہش یا جذبہ نہیں بلکہ پوری زندگی ہے ۔ اس کے اندر ایک ایسی تہذیبی قوت ہے جو اسے ایثار اور قربانی پر آمادہ کرتی ہے ۔ لیکن اسی کے ساتھ اکبر اعظم کا المیہ بھی ہے ۔ شہنشاہ اکبر کے ان مکالموں پر غور فرمائیں جو اس نے سلیم سے کہے تھے ۔

" وہ (اکبر) " بادشاہ ہے تو تیرے لیے ، مزدور ہے تو تیرے لیے ، وہ قاہر اور جابر بھی ہے تو تیرے لیے ۔ وہ تیرا غلام ہے اور میرے جگر گوشے ، غلاموں سے غلطیاں بھی ہوجاتی ہیں ۔

یہ وہ مکالمے ہیں جن پر ڈرامے کا خاتمہ ہوتا ہے ۔ لیکن بعد کے مکالمے جو رانی اور سلیم کے ہیں ، جن کے پڑھنے سے یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ انار کلی مر کر بھی فتح یاب ہوئی ہے ۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE IMC LIBRARY Hyderabad-32

انار کلی کا مرکزی تصور دراصل سماجی ناہمواری کے خلاف ایک طرح کا احتجاج ہے۔ فرد کا پرانی قدروں سے ٹکراؤ اور اس سے فرد کی زندگی پاش پاش ہوجاتی ہے۔ یہی ٹکراؤ فرد کی ذات کا مقصد بن جاتا ہے اور اس کی شخصیت کی تکمیل کرتا ہے۔ اس ڈرامے کی ہیروئن بھی اسی قسم کی شخصیت ہے۔

امتیاز علی تاج نے اسٹیج کے تمام لوازمات کو پورا کیا ہے۔ انار کلی کی ساری کشش اس کے تہذیبی پس منظر میں ہے۔ مثمن برج، مغلیہ محلات، لباس، تفریحات، غرض کہ ہر طرح کی مغلیہ تہذیب کی رنگینیاں ابھر کر ڈرامے کے مختلف عناصر میں گھل مل گئی ہیں۔ ڈراما انار کلی اسی پس منظر میں پیش کیا گیا ہے۔

جہاں تک انار کلی کے قصّے کا سوال ہے، تاریخی نقطہ نظر سے اس قصّے کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔ خود امتیاز علی تاج نے اپنے دیباچے میں اس کی توجیہہ کی ہے۔

" جہاں تک میں تحقیق کرسکا ہوں تاریخی اعتبار سے یہ قصّہ بے بنیاد ہے۔ " البتہ یہ ادبی اور فنی حیثیت سے ایک شاہکار ڈراما کہلانے کا مستحق ہے۔"

21.6.1 خود جانچنے کا سوال

ذیل کے سوال کا جواب تیس (۳۰) سطروں میں لکھیے۔

سوال (۲) ڈراما " انار کلی " کا عمومی جائزہ لیجیے۔

نوٹ:۔ اس کا جواب صفحہ 252 پر دیکھیں۔

21.7 خلاصہ

اس اکائی میں اُردو کے ممتاز ڈراما نگار امتیاز علی تاج کا تعارف کروایا گیا۔ انار کلی کا قصہ اور ڈرامے کا پس منظر پیش کیا گیا۔ اور مجموعی طور پر ڈراما انار کلی کا عمومی جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اس اکائی کے اہم سوالات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ طلبہ اس سے بھی مزید استفادہ کر سکیں۔ اس اکائی میں جو مشکل الفاظ آتے ہیں انہیں معانی کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ آخر میں چند اہم کتابوں کی سفارش کی گئی ہے۔ توقع ہے کہ طلبہ ان کتابوں سے استفادہ کریں گے۔

21.8 خود جانچنے کے سوال اور جواب

21.3.1 سوال: (ا) ڈراما " انار کلی " کا قصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

جواب: انار کلی کا قصہ ایک روایت پر مبنی ہے جس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔ لاہور میں ایک بازار کا نام انار کلی ہے۔ وہاں انار کلی کا مزار ہے جہاں ایک فریم میں یہ قصہ تحریر کرکے لگایا گیا ہے کہ " انار کلی کا خطاب شہنشاہ اکبر کے حرم میں نادرہ

بیگم یا شرف النساء بیگم ایک منظور نظر کنیز کو ملا تھا۔ ایک روز اکبر شیش محل میں بیٹھا تھا۔ نوجوان انار کلی اس کی خدمت میں مصروف تھی تو اکبر نے آئینوں میں دیکھ لیا تھا کہ وہ سلیم کے اشاروں کا جواب تبسم سے دے رہی ہے۔ بیٹے سے مجرمانہ سازش کے شبہے پر شہنشاہ نے اسے زندہ گاڑ دینے کا حکم دیا۔ چناں چہ حکم کی تعمیل میں اسے مقررہ مقام پر سیدھا کھڑا کر کے اس کے گرد دیوار چن دی گئی۔ سلیم کو اس کی موت کا بے حد صدمہ ہوا۔ تخت پر بیٹھنے کے بعد اس نے انار کلی کی قبر پر ایک نہایت عالی شان عمارت بنوائی۔' اس ڈرامے کا قصہ یوں ہے۔ محل میں جشن منعقد ہوا۔ دلآرام کی غیر موجودگی میں اس کی جگہ دوسری کنیز نادرہ کو گانے کے لیے بلایا گیا۔ نادرہ کے گانے اور حاضر جوابی سے خوش ہوکر اکبر نے "انار کلی" کے خطاب سے نوازا۔ اسی جشن میں شہزادہ سلیم بھی موجود تھا۔ وہ انار کلی سے محبت کرنے لگتا ہے۔ انار کلی بھی شہزادے کے عشق میں گرفتار ہوجاتی ہے۔ حرم سرا کے پائیں باغ میں سلیم انار کلی سے ملاقات کرتا ہے۔ دلآرام چھپ کر دونوں کی گفتگو سنتی ہے پھر اچانک سامنے آجاتی ہے۔ سلیم دلآرام سے کہتا ہے کہ وہ انار کلی سے اس کی ملاقات کا کسی سے ذکر نہ کرے۔ دلآرام سلیم کے قدموں پر گر کر گڑگڑاتی ہے پھر انار کلی سے مل کر معافی مانگتی ہے۔ کچھ دنوں بعد قلعہ لاہور کے شیش محل میں جشن نو روز کی تیاریاں ہوتی ہیں۔ دلآرام انار کلی کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے ایک گہری چال چلتی ہے۔ جشن میں انار کلی کا رقص ہوتا ہے۔ انار کلی پانی مانگتی ہے تو پہلے ہی سوچی ہوئی سازش کے تحت اسے شراب پلا دی جاتی ہے۔ شراب کے نشے میں غزل گاتے ہوئے انار کلی بار بار شہزادے کی طرف اشارے کرتی ہے۔ سلیم پریشان ہوجاتا ہے اور اسے ہاتھ کے اشارے سے منع کرتا ہے۔ دلآرام اکبر کو مقابل کے آئینے میں ان دونوں کی اشارہ بازیوں کا منظر دکھاتی ہے۔ اکبر برافروختہ ہوکر انار کلی کو زنداں میں قید کردینے کا حکم دیتا ہے۔ سلیم داروغہ زنداں کو خطیر رقم دینے کا وعدہ کرکے انار کلی سے ملاقات کرتا ہے اور اسے زنداں سے بھگانا چاہتا ہے۔ داروغہ زنداں سلیم کے ارادے کو تاڑ لیتا ہے۔ اس لیے وہ دھوکے سے سلیم کو حجرے میں چھپا دیتا ہے۔ داروغہ اور دلآرام شہنشاہ کو یہ باور کراتے ہیں کہ شہزادہ سلیم کو انار کلی نے یہ ترغیب دی کہ وہ بغاوت کردیں۔ اکبر کو ان کی باتوں کا یقین ہوجاتا ہے اور وہ انار کلی کو زندہ دیوار میں چنوا دینے کا حکم دیتا ہے۔ سلیم کو محل میں نظر بند کردیتے ہیں۔ انار کلی کے مرنے کے بعد جب اصلیت کا پتہ چلتا ہے تو اکبر نہایت شرمندہ ہوتا ہے۔ ادھر رانی سلیم کو دلاسا دیتی ہے اور کہتی ہے " میرے لال وہ زندہ رہے گی۔ وقت کی گود میں، زمانے کی آغوش میں۔ یہ لاہور اس کا نام زندہ رکھے گا۔ دنیا اس کی داستاں سلامت رکھے گی اور تو بھی، میں بھی اور دور دراز کی نسلیں بھی اس پر آنسو بہائیں گے۔

....

سوال: (۲) ڈراما انار کلی کا عمومی جائزہ لیجیے۔

جواب: انار کلی، اُردو کا ایک شاہکار ڈراما ہے۔ امتیاز علی تاج نے ایک فرضی قصے کو ڈرامے کے روپ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ "انار کلی" سے قبل اردو ڈرامے میں صرف دو اسلوب مروج تھے۔

(۱) اندر سبھائی

(۲) آغا حشر کے نام سے پہچانے جانے والے پارسی تھیٹر کا اسلوب

ان دونوں اسالیب میں واقعات، فضا اور مکالموں کو ایک خاص نوعیت اور حیثیت حاصل تھی۔ لیکن "انار کلی" نے ایک نئے اسلوب کی بنیاد رکھی۔ امتیاز علی تاج نے ڈرامے کا رشتہ اسٹیج سے توڑ کر پڑھے جانے والے ادب سے جوڑنے کی شعوری کوشش کی تھی اسی لیے انار کلی کو اُردو کے شاہکار ڈراموں میں شمار کیا جاتا ہے۔

یہ ڈراما انہوں نے ۱۹۲۲ء میں لکھا جو ۱۹۳۱ء میں چھپا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ابھی خاموش فلم کی شروعات ہوئی تھی اور ریڈیو کا چلن عام ہوا تھا۔ ادب میں اس وقت رومانیت کی فضا چھائی ہوئی تھی۔ ادب لطیف کی تحریک زوروں پر تھی۔ سجاد حیدر

یلدرم کے رومانی افسانے ، نیاز فتح پوری کی نثر ، اقبال کی شاعری ، اس کے علاوہ پریم چند کے افسانوں میں دیہی زندگی کی بکھری حقیقتوں کی عکاسی ہمیں نظر آتی ہے ۔

اسی دور میں انار کلی ، رومانیت ، تخیل اور ازلی جبلتوں کے ٹکراؤ کی شکل میں ہمارے سامنے ابھرتی ہے ۔ " انار کلی " المیہ ڈراما ہے ۔ اس میں دو کرداروں کی شکست ہوتی ہے اور یہ کردار ہیں انار کلی اور اکبر اعظم ۔

کنیز " انار کلی " اس المیہ کی قیمت اپنی جان سے چکاتی ہے اس کی محبت محض خواہش یا جذبہ نہیں بلکہ پوری زندگی ہے ۔ اس کے اندر ایک ایسی تہذیبی قوت ہے جو اسے ایثار اور قربانی کرنے پر آمادہ کرتی ہے ۔ لیکن اسی کے ساتھ اکبر اعظم کا المیہ بھی ہے ۔ شہنشاہ اکبر کے ان مکالموں پر غور فرمائیں جو اس نے سلیم سے کہے تھے ۔ " وہ (اکبر) باشاہ ہے تو تیرے لیے ، مزدور ہے تو تیرے لیے ، وہ قاہر اور جابر بھی ہے تو تیرے لیے ، وہ تیرا غلام ہے اور میرے جگر گوشے غلاموں سے غلطیاں بھی ہوجاتی ہیں ۔ "

یہ وہ مکالمے ہیں جن پر ڈرامے کا خاتمہ ہوتا ہے ۔ لیکن بعد کے مکالمے جو رانی اور سلیم کے ہیں جن کے پڑھنے سے یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ انار کلی مر کر بھی فتح یاب ہوتی ہے ۔

انار کلی کا مرکزی تصور دراصل سماجی ناہمواری کے خلاف ایک طرح کا احتجاج ہے ۔ فرد کا پرانی قدروں سے ٹکرانا اور اس سے فرد کی زندگی پاش پاش ہوجاتی ہے ۔ یہی ٹکراؤ فرد کی ذات کا مقدر بن جاتا ہے ۔ اور اس کی شخصیت کی تکمیل کرتا ہے ۔ اس ڈرامے کی ہیروئن بھی اسی قسم کی شخصیت ہے ۔

امتیاز علی تاج نے اسٹیج کے تمام لوازمات کو پورا کیا ہے ۔ انار کلی کی ساری کشش اس کے تہذیبی پس منظر میں ہے ۔ مثمن برج ، مغلیہ محلات ، لباس ، تفریحات غرض کہ ہر طرح کی مغلیہ سلطنت کی رنگینیاں ابھر کر ڈرامے کے مختلف عناصر میں گھل مل گئی ہیں ۔ ڈراما انار کلی اسی پس منظر میں پیش کیا گیا ہے ۔

جہاں تک انار کلی کے قصے کا سوال ہے ۔ تاریخی نقطہ نظر سے اس قصے کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں کہیں ذکر نہیں ملتا ۔ خود امتیاز علی تاج نے اپنے دیباچے میں اس کی توجیہ کی ہے ۔

" جہاں تک میں تحقیق کرسکا ہوں تاریخی اعتبار سے یہ قصہ بے بنیاد ہے ۔ " لیکن یہ ادبی اور فنی حیثیت سے ایک شاہکار ڈراما کہلانے کا مستحق ہے " ۔

21.9 اس اکائی کے اہم سوالات

ذیل کے سوالوں کا جواب تیس (۳۰) سطروں میں لکھیے ۔

ا۔ ڈراما " انار کلی " کا قصہ اپنے الفاظ میں لکھیے ۔

۲۔ " انار کلی " کے آخری منظر میں شہنشاہ اکبر کی اصل شخصیت سامنے آتی ہے ۔ ' اس بیان کی روشنی میں اکبر کے کردار کا جائزہ لیجیے ؟

ذیل کے سوال کا جواب پندرہ (۱۵) سطروں میں لکھیے ۔

ا۔ " انار کلی " کو زندہ چنین دینے کی خبر سن کر سلیم پر کیا گذری ۔

21.10 فرہنگ

الفاظ	:معانی
مثمن	: آٹھ پہلو والا
ایوان	: محل
نزع	: آخری سانسیں
پراسرار	: رازوں سے بھرا ہوا۔ سمجھ میں نہ آنے والا
تامل	: سوچ بچار، رکنا، غور، فکر
حرم	: زنان خانہ، محل میں بیگموں کے رہنے کا حصہ
ظلّ الٰہی	: خدا کا سایہ (مراد) شہنشاہ
مقفل	: قفل کئے ہوئے
کرب	: دُکھ ۔ رنج و الم
پس و پیش	: آگے پیچھے ۔ جھجکنا
ٹیس	: درد
نقاہت	: کمزوری
چہرے پر مردنی چھانا	: چہرے پر موت کے آثار نمایاں ہونا
ریلا کرنا	: ڈھکیلنا
صبر ٹوٹنا	: کسی کو ستانے کی غیب سے سزا ملنا
اینٹ سے اینٹ بجانا	: برباد کردینا
تمام ہونا	: ختم ہونا۔ مرجانا
رمق	: ذرا سا۔ تھوڑی سی چیز،
سموم	: زہر
بادسموم	: زہریلی ہوا
جہاں بانی	: بادشاہت ۔ حکمرانی
کلید	: کنجی
قاہر	: قہر کرنے والا
جابر	: جبر کرنے والا

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY MANUU
Accn. No. BA-076
Date 03.08.2015
HYDERABAD

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE IMC LIBRARY

قہر	:	غضب۔ غصہ
جگر گوشہ	:	جگر کا ٹکڑا۔ نہایت پیارا
فق	:	اداس۔ رنگ اڑا ہوا۔ زرد
صبر لینا	:	کسی کے صبر کے باعث عذاب میں گرفتار ہونا
سکون ریز	:	سکون برسانے والا۔ سکون پہنچانے والا
شفقت	:	مہربانی

21.11 سفارش کردہ کتابیں

ا۔	اندر سبھا کی روایت	سید شاہد حسین
۲۔	آغا حشر اور اردو ڈراما	انجمن آرا
۳۔	انار کلی	امتیاز علی تاج